

3748- مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کی تاریخی معلومات

سوال

مجھ سے مسجد حرام کی تاریخ کے بارہ میں ایک مقالہ مطلوب ہے، اس سلسلہ میں میں آپ سے تعاون چاہتا ہوں؟

پسندیدہ جواب

مسجد حرام جزیرہ عرب کے ایک شہر مکہ مکرمہ میں واقع ہے جو کہ سطح سمندر سے 330 میٹر کی بلندی پر واقع ہے، مسجد حرام کی تعمیری تاریخ عہد ابراہیم خلیل اور اسماعیل علیہ السلام سے تعلق رکھتی ہے، اور اسی شہر میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ پیدا ہوئے اور یہی شہر مصطفوی بھی ہے جہاں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

یہی وہ شہر ہے جس سے اسلامی نور پھیلا اور یہاں پر ہی مسجد حرام واقع ہے جو کہ لوگوں کی عبادت کے لیے بنائی گئی جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہ ہی ہے جو کہ مکہ مکرمہ میں ہے جو تمام دنیا کے لیے برکت و ہدایت والا ہے﴾۔ آل عمران (96)۔

اور صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث مروی ہے کہ:

ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ زمین میں سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد حرام۔

میں نے کہا کہ اس کے بعد کون سی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد اقصی۔

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان دونوں کے درمیان کتنی مدت کا فرق ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس برس۔

کعبہ جو کہ مشرق و مغرب میں سب مسلمانوں کا قبلہ ہے مسجد حرام کے تقریباً وسط میں پایا جاتا ہے جس کی بلندی تقریباً پندرہ میٹر ہے اور وہ ایک چوکور حجرہ کی شکل میں بنایا گیا ہے جسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم سے بنایا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اور جبکہ ہم ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف قیام رکوع کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنا﴾۔ الحج (26)۔

اور بوانا کا معنی اس کی طرف راہنمائی کی اور اس کی تعمیر کی اجازت دی۔ تفسیر ابن کثیر۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام علیہم السلام کعبہ کی دیواریں اٹھاتے جاتے اور کتے جارہے تھے﴾ البقرة (127)۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے: کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا پھر ان کے بعد عمالقہ نے اور پھر جرہم اور ان کے بعد قحس بن کلاب نے بنایا، اور پھر قریش کی تعمیر تو معروف ہی ہے۔

قریش کعبہ کی تعمیر وادی کے پتھروں سے کرنے کے لیے ان پتھروں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لاتے اور بیت اللہ کی بلندی میں ہاتھ رکھی، کعبہ کی تعمیر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کا درمیانی وقفہ پانچ برس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے نکل کر مدینہ جانے اور کعبہ کی تعمیر کی درمیانی مدت پندرہ برس تھی، اس کا ذکر عبدالرزاق نے عن معمر عن عبداللہ بن عثمان عن ابی الطفیل سے کیا ہے۔

اور عن معمر عن زہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ:

جب وہ اس کی بنیادیں اٹھا کر حجر اسود تک پہنچے تو قریشی قبائل کا حجر اسود میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ اسے کون اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھے گا حتیٰ کہ لڑائی تک جا پہنچے تو وہ کہنے لگے کہ چلو ہم اپنا منصف اسے بنائیں جو سب سے پہلے اس طرف سے داخل ہو تو ان کا اس پر اتفاق ہو گیا۔

تو وہ آنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جو کہ اس وقت نوجوان تھے اور انہوں نے اپنے کندھوں پر دھاری دار چادر ڈال رکھی تھی تو قریش نے انہیں اپنا فیصل مان لیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہہ کر اٹھا کر حجر اسود اس میں رکھا اور ہر قبیلے کے سردار کو چادر کے کونے پکڑ کر اٹھانے کا حکم دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔ دیکھیں تاریخ مکہ للذرقی (161/1-164)۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ لے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث بیان فرمائی ہے کہ:

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حطیم (کعبہ کے ساتھ چھوٹی سی دیوار میں گھری ہوئی جگہ) کے بارہ میں سوال کیا کہ کیا یہ بیت اللہ کا ہی حصہ ہے؟

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جی ہاں، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا کہ اسے پھر بیت اللہ میں داخل کیوں نہیں کیا گیا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تھا کہ تیر قوم کے پاس خرچہ کے لیے رقم کم پڑ گئی تھی۔

میں نے کہا کہ بیت اللہ کا دروازہ اونچا کیوں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تیری قوم نے اسے اونچا اس لیے کیا تاکہ وہ جسے چاہیں بیت اللہ میں داخل کریں اور جسے چاہیں داخل نہ ہونے دیں۔

اور اگر تیری قوم نے فی منیٰ میں مسلمان نہ ہوتی اور ان کے دل اس بات کو تسلیم سے انکار نہ کرتے تو میں اسے (حطیم) کو بیت اللہ میں شامل کر دیتا اور دروازہ زمین کے برابر کر دیتا۔

قبل از اسلام کعبہ پر ابرہہ حبشی نے ہاتھوں کے ساتھ چڑھائی کر دی (یہی وہ سال ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی ہے) اس کا سبب یہ تھا کہ ابرہہ نے ایک کنیسہ (گرجا) تعمیر کروایا تاکہ وہ عرب کو اس طرف کھینچ سکے اور بیت اللہ کا حج کرنے کی بجائے وہ لوگ اس کا حج کیا کریں، تو ایک ہاتھیوں

کا لشکر عظیم لے کر چلا جب وہ مکہ کے قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اباہیل پرندے جن کے منہ اور پنجوں میں تین تین چھوٹے چنے کے برابر کنکر تھے بھیجا وہ پتھر جسے لگتا وہ ہلاک ہو جاتا۔

تو اس طرح یہ مکمل لشکر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تباہ و برباد ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس حادثہ کو کتاب عزیز قرآن مجید میں کچھ اس طرح ذکر فرمایا ہے :

﴿کیا تو نے یہ نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کی سازش و مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ بیج دیئے، جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے، پس انہیں کھانے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا﴾۔ الفیل۔ دیکھیں: السیرۃ النبویہ لابن ہشام (44/1)

اور بیت اللہ کے ارد گرد کوئی چار دیواری نہیں تھی حتیٰ کہ اس کی ضرورت محسوس کی گئی تو پھر بنائی گئیں۔

یا قوت الحموی نے محم البدان میں لکھا ہے کہ :

کعبہ کے ارد گرد چار دیواری سب سے پہلے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوائی یہ نہ تو دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی خلیفہ اول ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں تھی۔

اور یہ چار دیواری بنانے کا سبب یہ تھا کہ لوگوں نے مکانات بنا کر بیت اللہ کو ٹنگ کر دیا اور اپنے گھروں کو اس کے بالکل قریب کر دیا تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے :

بلاشبہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور پھر گھر کے لیے صحن کا ہونا ضروری ہے، اور معاملہ یہ ہے کہ تم لوگ اس پر آئے ہو اور تجاؤز کیا ہے نہ کہ اس نے تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان گھروں کو خرید کر منہدم کر کے اسے بیت اللہ میں شامل کر دیا۔

اور مسجد کے پڑوسیوں میں سے کچھ ان لوگوں کے گھر بھی منہدم کر دیئے جنہوں نے اپنے مکانات بیچنے سے انکار کر دیا اور اسے کے بدلہ میں ان کی قیمت مقرر کی جو کہ مالکان نے بعد میں لے لیے۔

تو اس طرح مسجد کے ارد گرد قد سے چھوٹی دیوار بنا دی گئی جس پر چراغ رکھے جاتے تھے، اس کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کچھ اور گھر خریدے جس کی قیمت بھی بہت زیادہ ادا کی، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد کی توسیع کرتے وقت ایک ستون والے مکان بنائے۔

اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نے مسجد کی توسیع نہیں بلکہ اس کی مرمت وغیرہ کروائی اور اس میں دروازے زیادہ کیے اور پتھر کے ستون بنائے اور اس کی تزئین آرائش کی۔

اور عبدالملک بن مروان نے مسجد کی چار دیواری اونچی کروائی اور سمندر کے راستے مصر سے ستون جہہ بھیجے اور جہہ سے اسے گاڑھی پر رکھ کر مکہ مکرمہ پہنچائے اور حجاج کو حکم دیا کہ وہ اسے وہاں لگائے۔

جب ولید بن عبدالملک مسند پر بیٹھا تو اس نے کعبہ کے تزئین میں اضافہ کیا اور پرناہ اور بھت میں کچھ تبدیلی کی، اور اسی طرح منصور اور اس کے بیٹے مہدی نے بھی مسجد کی تزئین آرائش اور شکل میں اضافہ کیا۔

اور مسجد حرام میں کچھ دینی آثار بھی ہیں، جن میں مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر بیت اللہ کی دیواریں تعمیر کرتے رہے، اور اسی طرح مسجد میں زمزم کا کنواں بھی ہے جو ایسا چشمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ کے لیے نکالا تھا۔

اور اسی طرح یہ بھی نہیں بھولا جاسکتا کہ اس میں حجر اسود اور رکن یمانی بھی ہے جو کہ جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں جیسا کہ امام ترمذی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حدیث بیان کی ہے :

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

بلاشبہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے یاقوت ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے نور اور روشنی کو ختم کر دیا ہے اگر اللہ تعالیٰ اس روشنی کو ختم نہ کرتا تو مشرق و مغرب کا درمیانی حصہ روشن ہو جاتا۔ سنن ترمذی حدیث نمبر (804)۔

مسجد حرام کے ملحق میں صفا اور مروہ پہاڑیاں بھی ہیں، اور صرف اکیلی مسجد حرام کی یہ خصوصیت ہے کہ زمین میں جس کا حج کیا جاتا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا :

﴿صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لیے بیت اللہ کا حج و عمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں، اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ قدر دان ہے اور انہیں خوب جاننے والا ہے﴾ البقرة (158)۔

اور مسجد حرام کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے امن کا گوارہ بنایا ہے اور اس میں ایک نماز ایک لاکھ کے برابر ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور امن و امان کی جگہ بنائی، تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کر لو، ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو﴾ البقرة (125)۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے، اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پروا ہے﴾ آل عمران (97)

دیکھیں : آنبارکہ للازرتی - اور آنبارکہ للفاکھی -

اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا اور صحیح اور سیدھے راہ کی راہنمائی کرنے والا ہے۔

واللہ اعلم